

انتساب

استاذ عالی مرتبت، محسنِ اہلسنت، قاطع شرک و بدعت، دافع ماصدیت ورافضیت
حضرت مولانا بافضل، ولینا مقبول احمد رضوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے نام!
جن کی شفقتوں، محبتوں اور عنایتوں سے یہ کتاب مکمل ہوئی۔

ابتدائیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي كرم وجهه على المرتضى فلم يزل محظوظا منه
بعين الرضا والصلوة والسلام على السيد العلي الرضى الارضى
شفيع المذنبين يوم فصل القضا وعلى آله وصحبه بعدد كل من ياتى
ومضى

امام بعد :

حضرت سیدنا علی الرضی کریم اللہ تعالیٰ رحمہم (الرحم سے محبت ایمان، اور آپ
سے بغض نفاق کی علامت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں اس طرف اشارہ کیا گیا۔
(ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی
طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم 3736،

قال ابو عیسیٰ هذا حدیث حسن صحیح ☆ مسلم، رقم 131

☆ ابن ماجہ، رقم 114 ☆ مسند حمیدی، رقم 58

☆ مسند احمد، رقم 642 ☆ مسند ابویعلیٰ، رقم 291

لیکن آپ کی محبت میں افراط (حد سے بڑھنا) بھی بلاکت کا سبب ہے اور یہ آپ

عی کا ارشاد گرامی ہے۔ (فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل

رحمة الله تعالى عليه، رقم 951 ☆ السنة لابن ابی
عاصم، رقم 987 ☆ السنة لابن بکر بن الخلال، رقم
790 ☆ اعتلال القلوب، رقم 372) یہ بھی افراطی کے قبیل سے ہے کہ
آپ کے فضائل میں خلاف حقیقت بے سروپا باتیں کی جائیں،
جیسے فی زمانہ آپ کی پیدائش کے بارے میں کی جارہی ہیں۔

.....

آپ کی ولادت کعبہ میں ہوئی یا اپنے والد کے گھر، یہ ایک تاریخی بات تھی جسے
افراطی کی بھیجٹ چڑھا دیا گیا ہے اور اس میں پیش پیش ہمارے کچھ واعظین و خطباء بھی
ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے اس طبقہ کے ایک صاحب ہمارے قصبہ میں تقریر کرنے آئے تو
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہنے لگے: ”جب حضرت عیسیٰ
ؑ (السلام) کی ولادت کا وقت قریب آیا تو آپ کی والدہ کو حکم ہوا اے مریم! میرے
گھر (بیت المقدس) سے نکل جا۔ لیکن جب مولیٰ علی کی ولادت کا وقت آیا تو آپ کی
والدہ کو حکم ہوا اے فاطمہ اندر آ جا! پھر یک لخت دیوار کعبہ شق ہوئی اور جناب فاطمہ اندر
چلی گئیں۔ (لاحول ولا قوة الا بالله العلیٰ العظیم) یہ گپ شاید آپ نے بھی
سنی ہو، ایسی گپیں کن لوگوں کی مرہون منت ہیں اور ان کا پس منظر کیا ہے؟

جاننے کے لیے ”تحفہ اثنا عشریہ“ سے نمبر ﴿87﴾ کا مطالعہ
کریں۔ یہاں صرف اتنی عرض ہے کہ یہ بات بالکل کمزور اور خلاف تاریخ ہے۔

واہی محض و مخالف تواریخ است۔ (تحفہ اثنا

عشریہ، کید ہشتاد و ہفتم (87)، در واقعہ
دواز دہم (12)، ص 162، مکتبہ الحقیقہ ترکی 1408ھ
نیز اللہ تعالیٰ کے عزت و رفعت والے نبی سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ (السلام) کی
شان کے لائق ہے اور نہ ہی مزاج مرتضوی کے موافق۔ قر۔ فعینی و سکینہ قلبی
سیدنا مرتضیٰ کریم رضی (اللہ تعالیٰ عنہ) نے تو اس شخص کے بارے، جو آپ کو شیخین
کریمین (سیدنا صدیق اکبر و سیدنا فاروق اعظم رضی (اللہ عنہما) پر فضیلت دیتا ہے
فرمایا:

میں اس مفتری (بہتان لگانے والے) کو بہتان کی حد (80 کوڑے) لگاؤں
گا۔ (فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل، اسلام عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ، ج 1، ص 294، رقم
387، موسسة الرسالة بیروت، الطبعة الاولى 1403ھ
☆ السنة لعبدالله بن احمد بن حنبل، قول اولاد
على رضى الله عنه، ج 2، ص 562، رقم 1312، دار ابن
القيم الدمام، الطبعة الاولى 1406ھ ☆ الموتلف
والمختلف للدار قطني، باب رجل ورجل ورجل
، ج 2، ص 807، دار الضرب الاسلامی بیروت، الطبعة
الاولی 1406ھ ☆ السنة لابن ابی عاصم، باب ماروی عن
على رضى الله عنه من تفضيله ابا بكر وعمر، ج

2، ص 575، رقم 1219، باب في ذكر الرافضة اذلهم الله
، رقم 993، اسناده حسن، المكتب الاسلامي بيروت
، الطبعة الاولى 1400 هـ ☆ الاعتقاد والهداية الى سبيل
الرشاد على مذهب السلف واصحاب الحديث
للبيهقي، باب اجتماع المسلمين على بيعة ابي بكر
الصديق رضي الله تعالى عنه، ص 358، دارالافاق
الجديدة بيروت، الطبعة الاولى 1401 هـ ☆ الكفاية في
علم الرواية للخطيب، باب في الراوي يقول ثنا فلان
او فلان، ص 376، المكتبة العلمية مدينته
منوره ☆ الاستيعاب في معرفة الاصحاب لابن
عبدالبر، ذكر عبدالله بن ابي قحافة رضي الله عنهما
، ص 434، رقم 1490، دارالمعرفة بيروت، الطبعة الاولى
1427 هـ ☆ مختصر تاريخ دمشق لابن منظور، عمر
بن الخطاب رضي الله عنه، ج 19، ص 20، دارالفكر
دمشق، الطبعة الاولى 1402 هـ ☆ الرياض النضرة في
مناقب المشرة، الفصل الرابع في اسلامه ذكر بد،
اسلامه، ج 1، ص 90، دارالكتب العلمية
بيروت ☆ الصواعق المحرقة على اهل الرفض والظلال

والزندقۃ، الفصل الاول فی ذکر افضلیتہم علی
هذا الترتیب، ج 1، ص 177، الفصل الثانی فی ذکر
فضائل ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ج 1، ص
196، مؤسسة الرسالة بیروت، الطبعة الاولى 1417ھ
☆ المطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة لامام
احمد رضا، ج 29، ص 367، رضا فاؤنڈیشن
لاہور، 1426ھ ☆ مطلع القمرین فی
ایانة سيقة الممرین لامام احمد رضا، تبصرہ
عاشرہ، ص 143، مکتبہ بہار شریعت لاہور، اشاعت
اول 1431ھ ☆ مسند امیر المومنین ابی حفص عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ واقوالہ علی ابواب
المسلم، لابن کثیر، کتاب الحدود، ج 2، ص 523، ہذا
اسناد جید قوی وفیہ دلالة علی عقوبة الشیعة.....، دار الوفاء
المنصورہ، الطبعة الاولى 1411ھ)

غور کریں! جو ذات گرامی دویز رگ صحابہ کے ساتھ مقابل پسند نہیں کرتی، کیا وہ
ایک صاحب کتاب نبی ﷺ (صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم) سے مقابل پسند کرے گی!
یہ تو صرف ایک روایت تھی، ورنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کے بارے
میں بہت ساری عجیب و غریب باتیں کی جاتی ہیں اور ان تمام کا ملہ صرف اس پر ہے

کہ ”آپ مولود کعبہ“ ہیں۔

آپ مولود کعبہ ہیں یا نہیں، یہ ایک تحقیق طلب امر تھا۔

الحمد للہ ہم نے یہ بیڑا اٹھایا اور کافی محنت و مطالعہ کے بعد کسی نتیجے پر پہنچے۔

یہ بات کہاں تک درست ہے؟ زیر نظر کتاب اسی تحقیق پر مبنی ہے۔

انداز تحقیق

☆ اس میں حسی المفسدور ہر بات با حوالہ لکھی ہے؛ کتاب کا پورا نام، باب، صفحہ، جلد، مطبع، بورسن طباعت وغیرہ تفصیلاً لکھا ہے تاکہ اہل علم کو تحقیق و مراجعت میں آسانی رہے۔

☆ حوالہ بر حاشیہ نہیں لکھا بلکہ ہر بات کے ساتھ لکھا ہے، تاکہ ”بے اعتنائی کی بجائے“ اس سے مکمل استفادہ کیا جائے اور یاد رکھنے میں بھی آسانی ہو۔

☆ عربی و فارسی عبارات کے ترجمہ و خلاصہ کے ساتھ اصل عبارت بھی لکھی ہے، البتہ بعض جگہ طوالت سے بچنے کیلئے عبارت منقطعاً، اور بعض جگہ صرف حوالہ نقل کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔

☆ جس عالم یا محدث کے حوالے سے کوئی بات لکھی ہے ان کا پورا نام، ولدیت، کنیت، مشہور لقب اور سن وفات کے ساتھ لکھا ہے۔

☆ نیز اس میں دیگر علما کے ساتھ، حدیث، نسب اور تاریخ کے بڑے بڑے ائمہ و حفاظ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ الحمد للہ۔

اعتذار

اگرچہ صحت کا بہت خیال رکھا گیا ہے لیکن عوارضِ بشریہ سے بھی انکار نہیں اس لیے
دورانِ مطالعہ اگر آپ کو کسی قسم کی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں ان شاء اللہ
تعالیٰ ہمیں شکریہ کے ساتھ اصلاح کرنے والا پائیں گے۔

☆.....☆.....☆

ایک عرض!

ہم نے مہذب انداز میں علمی دلائل سے اپنا موقف ثابت کیا ہے، اگر کسی صاحب علم کو اس سے اختلاف ہو تو اسے چاہیے کہ دلائل سے انکھار رائے کرے، ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم خیر مقدم کریں گے۔ پورا اگر ویسے ہی کچھڑا اچھالنے کی سعی نامشکور کی، جیسے فی زمانہ علمی و تحقیقی تحریروں سے کیا جارہا ہے تو ہم بھی اس کا جواب، ”جواب آں غزل“ کے طور پر اسی لہجہ میں دینے پر مجبور ہوں گے۔ کیوں کہ۔

وَبَعْضُ الْحِلْمِ عِنْدَ الْجَهْلِ لِلذَّلَّةِ أَذْعَانُ

وَفِي الشَّرَنِ جَاذِحِينَ لَا يَنْجِيكَ أَحْسَانُ

(منہوم) بعض بات کسی کی جہالت خاموشی سے برداشت کر لینا باعث ذلت ہو جاتا ہے اور جب احسان و نرم خوئی سے سامنے والا ناجائز فائدہ اٹھائے اور اسے سمجھانا نافع نہ ہو تو پھر کامیابی ”ایمٹ کا جواب پتھر سے“ دینے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

اللهم اليك فوضت امري واليك الجات ظهري فاصلح لي
شاني كله واغفر لي ذنبي ذقه وجله. صلى الله تعالى على خير خلقه
ونور عرشه وزينه فرشه وقاسم رزقه سيدنا محمد وعلى آله واصحابه

اجمعین۔

آمین ثم آمین بجاہ یسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

محمد اقصیان

خفا عنہ الرحماء

11 ربیع الثانی 1432ھ

مولود کعبہ کون؟

حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کعبہ میں ہوئی، آپ کے علاوہ کوئی بھی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ”مولود کعبہ“ تقریباً ہر اس محدث و عالم اور مؤرخ نے لکھا ہے جس نے آپ کے حالات بیان کیے ہیں۔ یہاں ہم بمعونہ تعالیٰ کچھ علما و محدثین کے حوالے سے اس بات کی وضاحت کرتے ہیں۔

☆ امام حافظ ابو الحسن مسلم بن حجاج القشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، التوفی

261ھ فرماتے ہیں:

ولد حکیم بن حزام فی جوف الکعبۃ وعاش مائۃ وعشرین سنۃ۔
حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کعبہ شریف میں ہوئی اور آپ ایک سو بیس سال تک زندہ رہے (مسلم، کتاب البیوع باب الصدق فی البیع والبیان، رقم 1532، الرقم المسلسل 3859)

☆ علامہ ابو جعفر محمد بن حبیب بغدادی، التوفی 245ھ لکھتے ہیں:

وحکیم ہذا ولد فی الکعبۃ۔ (کتاب

المحبر، ص 176، مطبوعہ دارالافتاح الجدیدۃ بیروت)

☆ امام ابوالولید محمد بن عبد اللہ بن احمد کی (ازرقی) التوفی 250ھ لکھتے ہیں:

فولدت حکیمہ فی الکعبہ - (اخبار مکہ و ما جاء فیہا من الآثار، باب ما جاء فی فتح الکعبہ و متى کانوا ایفتحونها.....، ج 1، ص 174، دارالاندلس بیروت)

☆ نامی مکہ نام حافظ زبیر بن بکار، التوثی 256ھ لکھتے ہیں:

فولدت حکیم بن حزام فی الکعبہ - (جمهرة نسب قريش واخبارها، ج 1، ص 366، مطبوعه داراليمامة الرياض، الطبعة الثانية 1419ھ)

☆ نام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد البلاذری، التوثی 279ھ لکھتے ہیں:

حکیم بن حزام و امه ابنت زهير بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ و اسمها فاختة، و ولدتہ فی جوف الکعبہ - (جمل من انساب الاشراف، حکیم بن حزام، ج 9، ص 435، دارالفکر بیروت، الطبعة الاولى 1417ھ)

☆ نام حافظ ابو حاتم محمد بن حبان البستی، التوثی 354ھ لکھتے ہیں:

فولدت حکیم بن حزام فی جوف الکعبہ - (تاریخ الصحابه، ص 68، رقم 234، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الاولى 1408ھ) مشاہیر علماء الامصار و اعلام فقہاء الاقطار، ج 1، ص 31، رقم 30، دارالوفاء المنصورہ، الطبعة الاولى 1411ھ)

☆ امام ابوسليمان حمد بن محمد بن ابراهيم البستي (خطابي) المتوفى 388ھ نکتے ہیں:

فولدت حكيماً في الكعبة - (غريب الحديث، حديث حكيم بن حزام ج 2، ص 557، دارالفكر بيروت، الطبعة الاولى 1402ھ)

☆ علامہ ابو منصور عبد الملك بن محمد بن اسماعيل العالبي، المتوفى 429ھ نکتے ہیں:

حكيم بن حزام وكان ولد في الكعبة - (ثمار القلوب في المضاف والمنسوب، الاستشهاد، ص 518، دارالمعارف القاهرة)

☆ حافظ ابو نعيم احمد بن عبد الله بن احمد الاصمغاني، المتوفى 430ھ نکتے ہیں:

(حكيم بن حزام) ولد في الكعبة - (معرفة الصحابة، حكيم بن حزام ج 2، ص 701، 702، دارالوطن الريض، الطبعة الاولى 1419ھ)

☆ امام ابو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر القرطبي، المتوفى 463ھ نکتے ہیں:

حكيم بن حزام بن خويلد ولد في الكعبة - (الاستيعاب في معرفة الصحابة، باب الحاء، ج 1، ص 417، رقم 553، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، الطبعة

(الثانيه 1422ھ)

☆ نام عبدالکریم بن محمد بن منصور التميمي السمعاني الروزي، التوفى 562ھ نکتے ہیں:

فولدت حکیم بن حزام فی جوف الکعبة۔ (الانساب، باب الالف والسين، اسدی 137، ج 1، ص 214، مجلس دائرة المعارف العثمانیه حیدرآباد، الطبعة الاولى 1382ھ)

☆ نام حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن الشافعی (ابن عساکر)، التوفى 571ھ نکتے ہیں:

حکیم بن حزام بن خويلد بن اسد بن عبدالعزى ابو خالد ولد فی جوف الکعبة۔ (تاریخ دمشق الكبير، ذکر من اسمه حکیم، ج 17، ص 71.72، رقم 1699، دار احیاء التراث العربی بیروت، الطبعة الاولى 1421ھ)

☆ نام مجد الدین ابو العادات البارک بن محمد ابن لاثیر الجزری، التوفى 606ھ نکتے ہیں:

حکیم بن حزام، وهو ابن اخي خديجة بنت خويلد ام المؤمنين، ولد فی الکعبة۔ (تمه جامع الاصول فی احادیث الرسول، حرف الحاء، الفصل الاول، ج 14، ص 296،

دارالفکر بیروت، الطبعة الاولى 1420ھ)
☆ نام عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری ((ابن اثیر)) المتوفی 630ھ لکھتے
ہیں:

حکیم بن حزام ولد فی الکعبة۔ (اسدالغابة فی معرفة
الصحابة، باب الحاء، ج 2، ص 44، رقم 1234،
دارالمعرفة بیروت 1428ھ)
☆ نام حافظ قحی الدین ابو عمر عثمان بن صلاح الدین عبدالرحمان الشافعی، المتوفی
643ھ لکھتے ہیں:

حکیم بن حزام وکان مولده فی جوف الکعبة۔ (معرفة انواع
علم الحديث، النوع الموفی ستین، معرفة تواریخ
الرواة، ص 487، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة
الاولی 1423ھ)

☆ الحافظ المنعم جمال الدین ابی الحجاج یوسف الحریری، المتوفی 742ھ لکھتے ہیں:
فولدت حکیم بن حزام فی الکعبة۔ (تهذیب الکمال فی
اسماء الرجال، باب الحاء، ج 2، ص 258، رقم 1438،
موسسة الرساله بیروت، الطبعة الاولى 1418ھ)

☆ نام حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی، المتوفی 748ھ لکھتے ہیں:
(حکیم بن حزام) ولد فی جوف الکعبة۔ (تاریخ اسلام

ووفیات المشاہیر والاعلام، حوادث ووفیات 41 تا 60ھ، ص 198، سیر اعلام النبلاء، ج 4، ص 211، رقم 234، دار الحديث القاهرة 1427ھ)

1☆ علامہ صلاح الدین خلیل بن ایکب الحفیدی، المتوفی 764ھ لکھتے ہیں :

حکیم بن حزام بن خویلد القرشی الاسدی، ولد فی جوف الکعبة۔ (الواقی بالوفیات، ج 9، ص 154، رقم 829، دار الفكر بیروت، الطبعة الاولى 1425ھ)

☆ حافظ ابوالقہد اعما الدین اسماعیل بن عمر البصری (ابن کثیر) المتوفی 774ھ لکھتے ہیں:

حکیم بن حزام ولدته امه فی جوف الکعبة۔ (البداية والنهاية، سنة ثلاث وخمسين، ذکر من توفي فيها، ج 8، ص 74، دار احیاء التراث العربی بیروت، الطبعة الاولى 1408ھ، ج 8، ص 68، دار الفكر بیروت 1407ھ)

☆ علامہ ابوالعباس احمد بن حسن بن الخطیب (ابن تقي) المتوفی 810ھ لکھتے ہیں:

حکیم بن حزام الذی ولد فی جوف الکعبة۔ (الوفیات معجم زمني الصحابة واعلام المحدثين والفقهاء والمولفين، الصشرة السادسة من المائة الاولى، ص

67، دارالآفاق الجديده بيروت، الطبعة الرابعة 1403ھ)

☆ نام حافظ ابو الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني، المتوفى 852ھ لکھتے ہیں:

وحكى الزبير بن بكار ان حكيماً ولد في جوف الكعبة - (الاصابة في تمييز الصحابة، ج 2، ص 98، رقم 1805، دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الثانية 1423ھ، تهذيب التهذيب، ج 1، ص 586، رقم 1737، دار احياء التراث العربي بيروت، الطبعة الثانية 1413ھ)

☆ نام حافظ جلال الدين عبد الرحمان بن ابوبكر اسيوطي الشافعي، المتوفى 911ھ لکھتے ہیں:

حكيم بن حزام بن خويلد بن اسد و كان مولده في جوف الكعبة - (تدريب الراوى في شرح تقريب النواوى، النوع الستون، التواريخ والوفيات، ص 355، دارالكتاب العربي بيروت 1427ھ)

☆ نام حافظ صفى الدين احمد بن عبد الله الخزرجي، المتوفى 923ھ لکھتے ہیں:

حكيم بن حزام ولد في جوف الكعبة - (خلاصة تذهيب تذهيب الكمال في اسماء الرجال، ج 1، ص 272، رقم 1572، دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الاولى 1422ھ)

ان تمام عبارات کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”مولود کعبہ“ ہیں۔ صرف انہیں کتابوں میں نہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی کئی کتب میں یہ بات موجود ہے۔ حتیٰ کہ شیعہ، جو صرف حضرت علی کو ”مولود کعبہ“ مانتے ہیں ان کے مورخ میرزا قلی نے بھی لکھا ہے کہ حضرت حکیم بن حزام ”مولود کعبہ“ ہیں۔ لکھتا ہے:

در کعبہ مادرش رادرد زادن بگرفت نطعی حاضر کردند تا حکیم را بزاد۔ (ناسخ التواریخ، کتاب اصحاب، از وقایع اقالیم سبہ، باب حرف الحاء، ج 3، ص 322، کتاب فروشی.....، تہران) نیز جن لوگوں کا خیال ہے کہ ”حضرت آدم علیہ السلام“ سے لیکر آج تک کوئی بھی فرد بشر کعبہ میں پیدا نہیں ہوا۔ ان عبارات سے ان کے ”بلا دلیل دعویٰ“ کی بھی تردید ہو جاتی ہے۔

ضعیف روایت

اب دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے ”کیا آپ کے علاوہ بھی کوئی ایسا ”مولود مسعود“ ہے جو کعبہ میں پیدا ہوا؟“ اس کا جواب بھی معتبر علما کی زبانی سنئے! چنانچہ:

امام ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف النووی دمشقی، المتوفی 676ھ فرماتے ہیں کہ صرف حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت جوف کعبہ میں ہوئی، آپ کے علاوہ کوئی بھی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا۔ اور جو یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کعبہ میں پیدا ہوئے، یہ بات علما کے نزدیک

ضعیف ہے۔

ولد حکیم فی جوف الکعبۃ ولا یعرف احد ولد فیہا غیرہ واماما
روی ان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مولد فیہا فضعیف
عند العلماء۔ (تہذیب الاسماء واللفاظ، حرف الحاء، ج
1، ص 409، رقم 127، دار الفیحاء بیروت، الطبعة الاولى
1427ھ) اسی طرح حافظ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی لکھا ہے۔ فرماتے
ہیں:

قال الزبیر بن بکار کان مولد حکیم فی جوف الکعبۃ۔ قال شیخ
الاسلام ولا یعرف ذلک لغيرہ وما وقع فی مستدرک الحاکم من ان
علیاً ولد فیہا ضعیف۔ امام زبیر بن بکار کہتے ہیں: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے اور شیخ الاسلام امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے
ہیں آپ کے علاوہ کوئی بھی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا جو مستدرک حاکم میں حضرت علی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کو

”مولود کعبہ“ لکھا ہے یہ ضعیف ہے۔ (تدریب الراوی فی شرح
تقریب النواوی، النوع الستون، التواریخ والوفیات، ص
356، دار الكتاب العربی بیروت 1427ھ)

توجہ فرمائیں!

س: کیا فضائل میں ضعیف حدیث مقبول نہیں؟

ج: اس کی کچھ شرطیں ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایسی ضعیف حدیث فضائل میں قبول کی جاتی ہے جو کسی صحیح حدیث کے مقابل نہ ہو۔

(المطایب النبویۃ فی الفتاوی
الرضویۃ، ج 5، ص 580، ملخصاً، رضا فاؤنڈیشن
لاہور، 1414ھ)

س: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولود کعبہ ہونے کے بارے
میں جو ضعیف روایات ہیں کیا وہ مقبول ہیں؟

ج: حضرت علی المرتضیٰ کریم (اللہ تعالیٰ رحمہم) کے ”مولود کعبہ“ ہونے کے
بارے میں کوئی مرفوع روایت ہے اور نہ ہی ضعیف موقوف، صرف بعض
لوگوں کے ضعیف اقوال ہیں۔ جب کہ اس کے برعکس اجلہ علمائے اہلسنت کے اقوال
صحیحہ معتمدہ اور مولد کی بابت مشاہدات ہیں۔ لہذا مولود کعبہ والی روایت ایسی ضعیف
نہیں جسے فضائل میں قبول کر لیا جائے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

علامہ خفاجی کی تحقیق

حضرت علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی، المتوفی 1069ھ لکھتے ہیں:

حضرت حکیم بن حزام کے علاوہ کوئی بھی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا۔

حکیم بن حزام ولد قبل عام الفیل بثلاث عشرة سنة داخل الكعبة
، ولم يولد فيها احد غيره - (نسيم الرياض في شرح
شفاء القاضی عیاض، القسم الاول في تعظیم الصلی
الاعلیٰ لقدر النبی ﷺ، الباب الثاني في تکمیل الله
سبحانه وتعالیٰ له ﷺ ج 1، ص 509، دارالکتب
العلمیہ بیروت، الطبعة الاولى 1421ھ)

ضعیف و بے ثبوت بات

اسی طرح علامہ علی بن برحان الدین الحلبي الشافعي، المتوفی 1044ھ نے بھی
لکھا ہے کہ: حضرت علی کے بارے میں جو یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کعبہ میں پیدا ہوئے
، یہ علماء کرام کے نزدیک ضعیف ہے۔ واما ما روى ان عليا ولد فيها فضعيف
عند العلماء (انسان الصیون فی سیرة الامین المامون،
المصروفة بالسیرة الحلیة، باب تزوجه صلی الله
عليه وسلم خدیجة بنت خویلد رضی الله عنها، ج
1، ص 139، دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ شیخ حسین بن محمد الدیار بکری، المتوفی 966ھ نے بھی لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ کہنا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے، بے ثبوت ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں!

ويقال كانت ولادته في داخل الكعبة ولم يثبت (تاريخ
الخميس في احوال انفس نفيس، ذكر خلافته علي
ابن ابي طالب رضي الله عنه، ص 275، دار صادر بيروت)
مورخ الحاج عباس كراہ نے بھی اس امر کی تصریح کی ہے کہ مولود کعبہ صرف
حضرت حکیم بن حزام ہیں، آپ کے علاوہ کوئی مولود کعبہ نہیں۔ ان حکیم بن حزام
ولد في الكعبة ولا يعهد احد ولد في الكعبة۔ (الدين وتاريخ
الحرمين الشريفين، من الحوادث التي وقعت في
الكعبة والمطاف، ص 75، مركز الحرمين التجاري
بمكة المكرمة) اسی طرح

ڈاکٹر ابو شہبہ محمد بن محمد المتوفی 1403ھ نے بھی لکھا ہے:

”مولود کعبہ“ صرف حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، شیخ الاسلام
ابن حجر فرماتے ہیں: ان کے علاوہ کسی کا مولود کعبہ ہونا معروف نہیں، اور جو مستدرک
حاکم میں حضرت علی کے بارے میں یہ بات لکھی ہے وہ ضعیف ہے۔

کان مولد حکیم فی جوف الکعبة، قال شیخ الاسلام ابن حجر
:ولا يعرف ذلک لغيره وما وقع فی المستدرک للحاکم من ان علیا

ولدفیہا ضعیف۔ (الوسیط فی علوم و مصطلح الحدیث، الفرع الثانی، ص 660، دار الفکر العربی) عمدۃ المتحققین حضرت علامہ مولانا مقبول احمد رضوی زبد مجرہ لکھتے ہیں: بعض جہلا جو یہ کہتے ہیں کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کعبے کے اندر پیدا ہوئے یہ بالکل غلط و بے بنیاد اور روافض کا جھوٹ ہے۔ جو ف کعبہ میں صحابی رسول حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی شخص پیدا نہیں ہوا۔ (مسائل حج و عمرہ، ایک وہم کا ازالہ، ص 66، اشاعت اول 1426ھ)

ایک دیوبندی کی تحقیق

دیوبندی محقق، مایع جھنگوی نے لکھا ہے کہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام ولادت کے لئے بعض روایات میں ”داخل الکعبہ“ کے الفاظ بھی ملتے ہیں لیکن یہ بات علما کے نزدیک فن روایت کی رو سے صحیح نہیں۔ ”ولادۃ فی الکعبہ“ کی روایات کو اہل علم نے مرجوح قرار دیا ہے اور صیغہ تریض سے ذکر کیا ہے۔ (سیرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، ولادت مرتضوی، ص 33، تخلیقات لاہور)

نیز غیر مقلدین نے عبدالرحمان رنعت پاشا کی ایک کتاب کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے:

تاریخ نے اپنے ریکارڈ میں یہ بات محفوظ کر لی ہے کہ یہ (حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ) واحد شخص ہیں جن کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی۔ (صحابہ رضی

اللہ عنہم کی تابناک زندگیاں، ص 312، دار الکتب
السلفیہ، شیش محل روڈ لاہور، طبع اول 2008ء)

ابن ابی الحدید کی تحقیق

شارح نہج البلاغہ عبد الحمید بن حبیبہ اللہ المدائنی (ابن ابی الحدید شیعہ) لکھتا ہے:
واختلف فی مولد علی علیہ السلام ابن کان؟ فکثیر من الشیعة
یزعمون انه ولد فی الکعبة، والمحدثون لا یعترفون بذلك
، ویزعمون ان المولود فی الکعبة، حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد
بن عبدالعزیٰ بن قصی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت گاہ کے بارے میں اختلاف ہے۔ کثیر
شیعوں کا خیال ہے کہ ”آپ مولود کعبہ ہیں“، لیکن محدثین اس بات کو نہیں مانتے، ان
کے نزدیک ”مولود کعبہ“ صرف حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں
۔ (شرح نہج البلاغہ، القول فی نسب امیر
المومنین علی علیہ السلام..... ج 1، ص 14، دار الجیل
بیروت، الطبعة الاولى 1987ء) ابن ابی الحدید کی اس عبارت سے ظاہر
ہوا کہ حضرت علی کو ”مولود کعبہ“ سمجھنا شیعوں کا خیال ہے۔ پوری بات درست ہے۔
کیونکہ ما قبل ہجرت کی جن کتب سے حضرت حکیم بن حزام کی ولادت کے متعلق
حوالے دیئے گئے ہیں تقریباً ان تمام میں مولیٰ مرتضیٰ کریم اللہ تعالیٰ وجہہ التکریم کا
ذکر خیر جناب حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی گنا زیادہ ہے، لیکن آپ کو

مولود کعبہ“ کسی نے نہیں نکھا۔ ان کے علاوہ بھی ہماری معلومات کے مطابق اہلسنت کی کسی معتبر کتاب میں اس بات کو صحیح سند اور معتبر ماخذ کے ساتھ نقل نہیں کیا گیا۔

حضرت علی کہاں پیدا ہوئے؟

یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ”مولود کعبہ“ نہیں، مولود کعبہ صرف حضرت حکیم بن حزام ہیں۔ تیسرا سوال یہ اٹھتا ہے کہ اگر ”مولود کعبہ“ صرف حضرت حکیم بن حزام ہیں تو پھر مولیٰ علی (ک) (ﷺ) نے کہاں پیدا ہوئے؟ اس کا جواب بھی باحوالہ ملاحظہ کریں! چنانچہ:

مولود شعب بنی ہاشم

☆ امام حافظ ابو عمر و خلیفہ بن خیاط اللیثی، التوفیٰ 240ھ لکھتے ہیں:

ولد علی بمكة فی شعب بنی ہاشم۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت مکہ میں شعب بنی ہاشم میں ہوئی۔ (تاریخ خلیفہ بن خیاط، سنة اربعین، ص 199، دار طبیبہ الرياض، الطبعة الثانية 1405ھ، ص 120، دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الاولى 1415ھ)

یہی بات

امام حافظ ابوالقاسم علی بن حسن بن حبیب اللہ الشافعی (ابن عساکر) التوفیٰ 571ھ نے بھی لکھی ہے۔ فرماتے ہیں:

ولد علی بمكة في شعب بني هاشم۔

حضرت علی المرتضیٰ (ک) (اللہ تعالیٰ وجہہ (الکریم) مکہ میں شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔ (تاریخ دمشق الكبير، ج 45، ص 448، رقم 5029، دار احیاء التراث العربی بیروت، الطبعة الاولى 1421ھ۔ ج 42، ص 575، دار الفکر بیروت 1415ھ)

ان کے اتباع میں علامہ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن علی الانصاری الافریجی (ابن منکور) المتوفی 711ھ نے بھی لکھا ہے:

ولد علی بمكة في شعب بني هاشم۔

حضرت علی المرتضیٰ (ک) (اللہ تعالیٰ وجہہ (الکریم) مکہ میں شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔ (مختصر تاریخ دمشق، ج 18، ص 97، دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى 1402ھ)

اسی طرح آزاد مورخ، احمد بن محمد بن عبد ربہ الاندلسی، المتوفی 328ھ نے بھی لکھا ہے: ولد علی بمكة في شعب بني هاشم۔

حضرت علی رضی (اللہ تعالیٰ وجہہ (الکریم) مکہ میں شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔ (کتاب الصقدا الفرید، نسب علی بن ابی طالب و صفته، ص 297، ج 4، دار الارقم بیروت، الطبعة الاولى 1420ھ) سیرت نثار محمد بن محمد حسن نے بھی لکھا ہے کہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے ولادت شعب بنی ہاشم میں ہے۔
وهو الذي حصرت قريش بني هاشم فيه عند بدء الدعوة، ويسمى
شعب بني هاشم وشعب علي به ولد رسول الله ومولد علي بن ابي
طالب - (المصالح الاثيرة في السنن والسيرة، باب
شعب ابي طالب، ج 1، ص 150، دار القلم دمشق
، الطبعة الاولى 1411ھ) مولانا سید منتخب الحق قادری، ڈین (صدر) کلیہ،
معارف اسلامیہ کراچی یونیورسٹی لکھتے ہیں: مولود علی۔ یعنی حضرت علی کریم (اللہ وجہہ کی
جائے پیدائش جو مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنوب میں ہے۔) حج
اور عمرہ، مکہ مکرمہ میں قابل زیارت مقامات،
ص 61، پاکستان انٹرنیشنل ائیر لائنز)

دیوبندی کا اعتراف

دیوبندی مفتی، سعید احمد سہارن پوری نے بھی لکھا ہے کہ: حضرت علی کی جائے
پیدائش شعب بنی ہاشم (میں ہے۔) (معلم الحجاج، مکہ مکرمہ
کے مشاہد ومقابر، ص 306، دارہ اسلامیات انار
کلی لاہور)

دار ابو طالب

علامہ ابو الحسن محمد بن احمد بن جبیر الکلتانی الاندلسی، المتوفی 614ھ لکھتے ہیں

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت گاہ ابو طالب کا گھر ہے۔

مولد علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ، وفيہ تربی رسول اللہ ﷺ وکان دار الابی طالب عم النبی ﷺ (رحلة ابن جبیر
وهی الرسالة المصروفة تحت اسم اعتبار الناسک
فی ذکر

الآثار الکریمۃ والمناسک، مسجد مولد النبی، ص
129، دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الاولى 1424ھ
(یہی عبارت، علامہ ابو البقاء خالد بن عیسیٰ بن احمد، (التوتنی آٹھویں ہجری) نے بھی
نقل کی ہے۔) تاج المفرق فی تحلیۃ علماء المشرق
، وصلاة علی سیدنا وعلی آلہ وصحبہ، ص 78)

پانچ موالد

علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن علی بن عبد القادر المقریزی، التوتنی 845ھ نے
اپنی کتاب المواعظ والاعتبار میں کچھ موالد کا ذکر کرتے ہوئے جناب حیدر کرار
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولد کا بھی ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

وقال ابن الطویر: ذکر جلوس الخلیفة فی الموالد الستہ فی
تواریخ مختلفة، وما یطلق فیہا، وہی مولد النبی ﷺ ومولد امیر
المومنین علی ابن ابی طالب، ومولد فاطمة علیہا السلام، ومولد
الحسن، ومولد الحسین علیہما السلام۔ (المواعظ والاعتبار

بذكر الخطط والآثار، ذكر ابواب القصر الكبير المشرقي، ج 2، ص 333، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الاولى 1418ھ)

اسی طرح مورخ کمال بن حسین الحلی مغزی، التوفی 1351ھ نے **نهر الذهب** میں دیگر موالد کے ساتھ ”مولد علی“ کا بھی ذکر کیا ہے۔ (نهر الذهب فی تاریخ حلب، شروطہ ج 2، ص 404، دار القلم حلب، الطبعة الثانية 1419ھ)

مشہور موالد

اسی طرح مورخ ابراہیم رفعت پاشا، التوفی 1325ھ نے حضرت علی المرتضیٰ (ک) (اللہ تعالیٰ زوجہم) (الکرم) کی جائے ولادت اور دیگر موالد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: اہل مکہ کے نزدیک یہ مقامات مشہور ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ فلاں فلاں کی جائے ولادت ہے۔ مولد علی و مولد عمر و مولد فاطمة رضی اللہ عنہم، فہذہ الاماکن مشہورۃ عند اہل مکة، فيقولون هذا مولد فلان، هذا مولد فلان (مرآة الحرمين او الرحلات الحجازية والحج ومشاعره الدينية، باب مولد الرسول ﷺ ج 1، ص 188 دار لمصرفہ بیروت)

متفق علیہ مسئلہ

امام حافظ ترمذی الدین محمد بن احمد بن علی الفاسی المالکی، المتوفی 832ھ، اپنی کتاب شفاء الغرام میں متبرک مقامات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت گاہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت گاہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت گاہ کے قریب ہے اور یہ اہل مکہ کے نزدیک ”بلا اختلاف مشہور ہے“، نیز اس کے دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے ولادت ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں!

مولد علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قریباً من مولد النبی ﷺ من اعلاہ مما یلی الجبل، ہوو مشہور عند اہل مکة بذلك لا اختلاف بینہم فیہ، ولم یذکرہ الا زرقی، و ذکرہ ابن جبیر، و علی بابہ مکتوب: هذا مولد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ۔ (شفاء الغرام باخبار البلد الحرام، الباب الحادی والمشرعون، فی ذکر الاماکن المبارکة التي ینبغی زیارتها کائنة بمكة المشرفة و حرما وقربہ، ذکر صفة هذا المكان، ج 1، ص 358، دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الاولى 1421ھ) اس کے بعد علامہ فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مکان کی حیثیت بیان کی ہے۔

اسی طرح امام محمد بن احمد بن انصاریؒ لکھی، البکی، المتوفی 854ھ نے بھی حضرت علی المرتضیٰ (ع) (اللہ تعالیٰ رحمہم) (الکریح کی ولادت گاہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ: وہ نبی کریم ﷺ کی ولادت گاہ کے قریب ہے اور اس کے دروازے پر لکھا ہوا ہے یہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے ولادت ہے۔ پھر فرماتے ہیں:

جو یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کعبہ میں پیدا ہوئے، یہ علما کے نزدیک ضعیف ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں!

مولد علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وهذا الموضع مشہور عند الناس بقرب النبی ﷺ با علی الشعب الذی فیہ المولد ولم يذكره الازرقی وذكره ابن جبير و علی بابہ حجر مکتوب فیہ هذا مولد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، وفیہ ربی رسول اللہ ﷺ. وقيل ولد علی بن ابی طالب فی جوف الکعبة، وهذا ضعیف عند العلماء۔

(تاریخ مکة المشرفة والمسجد الحرام والمدینة الشریفة والقبر الشریف، فصل فی ذکر الاماکن المبارکة، ص 185، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الثانية 1424ھ)

قابل زیارت مقامات

حضرت صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ (نعالی رحمہ اللہ، التوتنی 1367ھ، زائر مکہ کو فرماتے ہیں: مکان ولادت اقدس حضور انور ﷺ و مکان حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و مکان ولادت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و جبل ثور و نار حرا و مسجد الجن و مسجد جبل بلی قبیس و غیرہا مکانات متبرکہ کی بھی زیارت سے شرف ہو۔) بہار شریعت، مقامات متبرکہ کی زیارت، حصہ 6، ج 1، ص 1150، مکتبۃ المدینہ کراچی 1429ھ)

یہ عبارت اس پر بھی دلالت کر رہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولود کعبہ نہیں۔

اس کے علاوہ مشہور زمانہ کتاب ”تاریخ نجد و حجاز“ میں بھی ”مولود علی“ کی زیارت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ (تاریخ نجد و حجاز، نجدی حکومت کا نصب مذہبی، ص 300، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، سال اشاعت 2010ء)

نجدیوں کے مظالم

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت گاہ پر ایک ”قبہ بھی بنا ہوا تھا“ جسے نجدیوں نے دیگر مقامات مقدسہ کے ساتھ منہدم کر دیا۔ چنانچہ:

سید احمد بن زینی دحان الکی الشافعی، المتوفی 1304ھ لکھتے ہیں: وہابیوں نے مسجدوں کو گرا دیا، بزرگوں کی یادگاروں کو مٹا دیا، جنت المصلیٰ کے گنبدوں کو کھود کر پھینک دیا۔ انہوں نے وہ قبے بھی منہدم کر دیئے جو رسول اللہ ﷺ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولادت والی جگہ کے اوپر بنے ہوئے تھے۔ آپ کی اصل عبارت یہ ہے:

فبادر الوهابيون ومعهم كثير من الناس، لهدم المساجد ومآثر الصالحين فهدموا أولا ما في المصلى من القبب فكانت كثيرة ثم هدموا قبّة مولد النبي ﷺ ومولد سيدنا ابي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه ومولد سيدنا علي رضي الله عنه - (خلاصة الكلام في بيان امراء البلد الحرام، ذكر هدم القبب، ج 2، ص 278، مكتبة ايشيق استانبول تركيه 1399ھ) - یہی عبارت ہلسنت کے مشہور عالم اور مفتی، مولانا جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنی کتاب انوار الحديث کے آخر میں اپنے حالات زندگی قلم بند کرتے ہوئے نقل کی ہے۔ (انوار الحديث، تحت المصنف بيده، ص 514، ضياء القرآن لاہور، بار اول 1400ھ)

علامہ کا فیصلہ

ان تمام حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ ”مولود کعبہ“ صرف حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بچے جناب حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”مولود کعبہ“ نہیں۔ آپ کی ولادت اپنے والد کے گھر ہوئی جو کہ شعب بن ہاشم میں واقع ہے۔ اور یہی بات علماء و محققین کے نزدیک صحیح ہے۔

حضرت علی کی مدحت

لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں یا ان کا مقام و مرتبہ آپ سے زیادہ ہے۔ بے شک ان سے مولیٰ علی کریم (اللہ تعالیٰ درجہ (الدرجہ کی شان و عظمت اور بزرگی و فضیلت فزوں تر ہے، بلکہ آپ کے فضائل و مناقب کا احصاء ہی ناممکن ہے۔ شیخ الاسلام سیدنا امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا خوب فرماتے ہیں: ”واللہ العظیم“ اگر ہزار دفتر اس جناب (علی پاک) کے شرح فضائل میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں رسول اللہ ﷺ نے ان سے مواخات کی، علونب و شرافت صبر میں سب سے برتری ملی، جہاد سانی و لشکر شکنی تھی کہ قوت الہی کا نمونہ، روئے انور کی تاب و تجلی تھی کہ عارض ایمان کا گلگونہ، تلواری تھی یا چہرہ اسلام کی ڈھال اور بازو تھے کہ زور نبوی کی تمثال..... (الح پھر فرماتے ہیں:

محبوب خدا علی

وہ کون تھا جسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا، جب وہ پیارا محبوب روانہ ہوا، محبت مصطفوی نے جوش فرمایا، حضور اقدس ﷺ نے دونوں ہاتھ بلند

فرما کر دعا کی اللہم لاتمستی حتی ترینی علیا! الہی مجھے دنیا سے نہ اٹھا تا جب تک علی کو نہ دیکھ لوں! ہاں وہ علی ہے محبوب خدا و مطلوب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

بالا منزلت علی

☆ ہاں وہ کون ہے جسے معراج کے جانے والے، عرش پر قدم رکھنے والے نے حکم دیا: میرے کندھوں پر چڑھ کر سقف کعبہ سے بت گرا دے! اور جب وہ بلند اختر چڑھا، اپنے کو ایسے مقام رفیع پر پایا کہ فرماتا ہے: ”انہ لیخیل الی انی لوشت لت افق السماء“ مجھے خیال آتا تھا اگر چاہوں آسمان کا کنارہ چھو لوں۔ ہاں وہ علی ہے بالا منزلت والا، کریم اللہ تعالیٰ (رحمہ)۔

خلیفہ امجد علی

ہاں وہ کون ہے جسے رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک میں ساتھ نہ لے گئے۔ عرض کیا حضور مجھے عورتوں بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں! ارشاد ہوا: کیا تو راضی نہیں تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہوموئی سے، مگر میرے بعد نبی نہیں۔ ہاں وہ علی ہے، برادر احمد، خلیفہ امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حرز اسلام علی

ہاں وہ کون ہے کہ روز خیر مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: کل یہ نشان اسے دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہوگی، خدا اور رسول اسے پیارے اور وہ خدا اور رسول کا پیارا۔ رات بھر

لوگوں میں چہ چارہا دیکھئے کسے عطا ہوا! صبح حضور نے اس فتح نصیب کو بلا کر نشان عطا کیا۔ ہاں وہ علی ہے، حرز اسلام و شیرِ خرامِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حرف آخر

يك چند بعد احيى اودل بستيم عمرى قدم اشهب خامه خستيم
ديديم رضا حوصله فرما كارے مت كا غلہ بدر بديم و قلم بشكستيم
ترجمہ: ہم انکی تھوڑی سی تعریف کرنے پر پھولے نہیں ساتے
حالاں کہ ہم تو انکے گھوڑے کے قدموں کی خاک کی تعریف بیان کرنے سے بھی قاصر
ہیں

بس اے رضا ہم نے دیکھ لیا کہ یہ حوصلہ فرما کام ہے
اسی لئے ہم نے کاغذ پھاڑ دیا اور قلم توڑ دیا
(مطلع القمرین فی ابانۃ سبقة الصمرین، تبصرہ
سابعہ، ص 57، 91، 92، 95، 93، 106، مکتبہ بھار
شریعت لاہور، اشاعت اول جمادی الاخریٰ 1431ھ)

☆.....☆.....☆.....☆

سوالات و جوابات

اگرچہ اس بابت اہلسنت کا موقف واضح ہو گیا ہے، لیکن جن کتابوں میں اس کے خلاف لکھا ہے بہتر ہے کہ ان پر بھی مختصراً کلام ہو جائے وباللہ التوفیق۔

امام حاکم

س: امام حاکم نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ پوری عبارت اس طرح ہے:

اخبرنا ابو بکر محمد بن احمد بن بالويه، ثنا ابراهيم بن اسحاق الحاربي، ثنا مصعب بن عبدالله فذكر نسب حكيم بن حزام وزاد فيه و امه فاختة بنت زهير بن اسد بن عبد العزى وكانت ولدت حكيماً فى الكعبة وهى حامل فضر بها المخاض وهى فى جوف الكعبة فولدت فيها فحملت فى نطع وغسل ما كان تحتها من الثياب عند حوض زمزم، ولم يولد قبله ولا بعده فى الكعبة احد.

قال الحاکم: وهم مصعب فى الحرف الاخير فقد تواترت الاخبار ان فاطمة بنت اسد ولدت امير المؤمنين على ابى طالب كرم الله وجهه فى جوف الكعبة۔ (المستدرک على الصحيحين، کتاب مصرفة الصحابة، ذکر مناقب

حکیم بن حزام القرشی رضی اللہ عنہ، ج 3، ص 550، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الثانية 1422ھ (خلاصہ) امام ابو عبد اللہ مصعب اسدی کہتے کہ: حضرت حکیم بن حزام مولود کعبہ ہیں، ان سے پہلے یا بعد کوئی بھی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا۔ امام حاکم نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ان کا وہم ہے، متواتر خبروں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ’مولود کعبہ‘ ہونا بھی ثابت ہے۔

ج: امام مصعب کی بات بالکل درست ہے، حاکم کی بات صحیح نہیں جیسا کہ امام نووی اور حافظ سیوطی نے لکھا ہے۔ (تہذیب الاسماء والصفات، حرف الحاء، ج 1، ص 409، رقم 127، دار الفیحاء، بیروت، الطبعة الاولى 1427ھ۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، النوع الستون، التواریخ والوفیات، ص 356، دارالکتب العربی بیروت، 1427ھ) اس پر محقق عبد الرحمان محمد سعید نے بھی تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

حاکم کا یہ کہنا کہ حضرت علی المرتضیٰ (ک) (اللہ تعالیٰ زوجہہم) (الدرر کو ان کی والدہ ماجدہ نے کعبہ میں جنم دیا اور اس بابت متواتر خبریں ہیں، یہ حاکم کے عجائب میں سے ہے۔ اگر واقعی اس بارے میں روایات اس قدر تھیں تو حاکم کو چاہیے تھا کہ انہیں نقل کرتے (لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا)۔

ان فاطمہ بنت اسد ولدت علیا فی جوف الکعبۃ، لم اجد فی

كتب الحديث شيئا من ذلك بل الثابت ان حكيم بن حزام هو المولود في جوف الكعبة، من عجائب الحاكم انه روى في مناقب حكيم بن حزام انه ولد في جوف الكعبة تعقبه بانه قد تواترت الاخبار بان فاطمة ولدت عليا في جوف الكعبة، وكان اللائق به اى ياتى بتلك الرواية المتواترة. (شبهات وردود احاديث يحتج بها الشيعة، ج 1، ص 136)

موضوعات حاکم

س: اگر یہ بات صحیح نہیں تھی تو امام حاکم نے اسے صحیح بلکہ متواتر کیوں کہا؟
ج: صرف یہی نہیں امام حاکم نے تو بہت ساری موضوع و باطل روایات کو بھی صحیح کہا ہے۔ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ یہ جاننے کے لیے مندرجہ ذیل سطور ملاحظہ کریں۔

حافظ جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر ایسوطی الشافعی، المتوفی 911ھ لکھتے ہیں:
قال شيخ الاسلام: وانما وقع للحاكم التساهل لانه سود الكتاب لينقحه فاعجلته المنية - شيخ الاسلام نے فرمایا: حاکم کی غفلت کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے کتاب (مستدرک) کا مسودہ تیار کیا، ابھی نظر ثانی کرنی تھی کہ انتقال کر گئے (یعنی اسے دوبارہ نہیں پڑھا کہ اغلاط کا سدباب ہو سکے) (تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، النوع الاول الصحيح وفيه مسائل، ص 49، دار الكتاب العربي بیروت، 1427ھ)

امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمان النخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، المتوفی 902ھ
لکھتے ہیں:

ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری نے بسبب غفلت کئی موضوع احادیث کو صحیح کہا
ہے، ہو سکتا ہے ایسا انہوں نے تعصب کی وجہ سے کیا ہو، کیونکہ ان پر ”تشیع“ کا الزام
تھا، لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ مستدرک ان کی آخری عمر کی تصنیف ہے اور اس وقت ان
کے حافظے میں تبدیلی آگئی تھی اور ان پر غفلت طاری تھی اس لئے تنقیح و تصحیح نہ کر سکے۔
فتح المفیث شرح الفیۃ الحدیث، الصحیح الزائد
علی الصحیحین، ج 1، ص 49، مرکز اہل
السنة بركات رضا ہند، الطبعة الاولى 1427ھ)

تساہل حاکم

نیز علمائے کرام نے لکھا ہے کہ امام حاکم نے روایات پر حکم صحت نافذ کرنے میں
غفلت برتی ہے۔ (مصرفۃ انواع علم الحدیث لابن الصلاح
، النوع الاول من انواع علوم الحدیث مصرفۃ الصحیح
من الحدیث، ص 88، دار الکتب العلمیہ
بیروت، الطبعة الاولى 1423ھ ☆ التقریب والتیسیر
لمصرفۃ سنن البشیر النذیر فی اصول الحدیث
لنووی، النوع الاول الصحیح، ص 26، دار الکتب العربی

بیروت، الطبعة الاولى 1405ھ ☆ الباعث الحثيث
شرح اختصار علوم الحديث لابن كثير، الزيات
على الصحيحين، ص 39، دار الفحاء، دمشق، الطبعة
الثالثة 1421ھ ☆ الشذ الفياح من علوم ابن الصلاح
، النوع الاول، من انواع علوم الحديث معرفة الصحيح
من الحديث، ج 1، ص 90، مكتبة الرشد، الطبعة
الاولى 1418ھ ☆ المقنع في علوم الحديث لابن
الملقن، الرابعة، ج 1، ص 67، دار فواز سعودي ☆
تدريب الراوى في شرح تقريب النواوى للسيوطى
، النوع الاول، ص 49 ☆ توضيح الافكار لمعانى تنقيح
الانظار، مسالة (7) في بيان الصحيح، الزائد على ما فى
البخارى ومسلم، ج 1، ص 67، دار الكتب العلمية
بيروت، الطبعة الاولى 1417ھ وديكر كتب علوم
الحديث) ان کے اسی سائل کی بنا پر حافظ زین الدین عبد الرحیم بن حسین العراقى
رحمہ (لہ تعالیٰ علیہ، المتوفى 806ھ نے لکھا ہے کہ: مولانا قاضى القضاة بدر
الدين بن جماعة فقال: انه يتبع ويحكم عليه بما يليق بحاله من
الحسن او الصحة او الضعف وهذا هو الصواب - مولانا قاضى القضاة
بدر الدين بن جماعة نے اس سے اختلاف کیا ہے کہ جب حاکم کسی حدیث کی

تصحیح میں متفرد ہوں تو اس کو حسن قرار دیا جائے گا۔ وہ کہتے ہیں بلکہ تحقیق کی جائے گی اور اس حدیث کا صحیح حکم معلوم کیا جائے گا کہ آیا وہ صحیح ہے، حسن ہے یا ضعیف ہے، اور اس کے مطابق اس پر حکم لگایا جائے گا۔ (التقیید والایضاح لما اطلق واغلق من مقدمة ابن الصلاح، النوع الاول مصرفة الصحيح، ص 29، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الثانیہ 1420ھ) حافظ عراقی کی یہی عبارت ایک معاصر عالم، محقق، شارح، اور مفسر زبدہ ۱۱۱۱ھ نے بھی نقل کی ہے۔ (شرح صحیح مسلم، ج 1، ص 90، فرید بک سنٹال لاہور، الطبع السادس عشر 1429ھ)

امام حاکم کا تشیع

مستدرک میں موضوع حدیثیں صحیح کہہ کر نقل کرنے کی ایک وجہ امام حاکم کا تشیع بھی ہے۔ چنانچہ:

حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد لذہبی، التوفی 786ھ لکھتے ہیں:

محمد بن عبد اللہ الضبی النیسابوری، الحاکم ابو عبد اللہ الحافظ، صاحب التصانیف، امام صدوق، لکنہ یصحح فی مستدرکہ احادیث ساقطة، ویکثر من ذلک، فما ادری هل خفيت عليه فما هو ممن یجهل ذلک، وان علم فهذه خیانة عظيمة، ثم هو شیعی مشہور بذلک من غیر تعرض للشیخین. وقد قال ابن طاهر: سالت ابا

اسماعیل عبداللہ الانصاری عن الحاکم ابی عبداللہ فقال: امام فی الحدیث رافضی خبیث۔ قلت: اللہ یحب الانصاف، ما للرجل برافضی، بل شیعہ فقط۔

حاکم غیثا پوری کتابوں کے مصنف اور امام صدوق تھے مگر انہوں نے مستدرک میں گری پڑی احادیث کو بھی صحیح کہہ دیا ہے اور ایسا کثرت سے کیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ جہالت اور بے خبری کی وجہ سے ہو کیونکہ ایسا ہو نہیں سکتا، پھر اگر یہ جان بوجھ کر کیا ہے تو یہ بہت بڑی خیانت ہے۔ نیز حاکم مشہور ”شیعی“ بھی ہے، البتہ شیخین کریمین (سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درپے نہیں ہوتا۔ ابوظاہر کا کہنا ہے میں نے ابو اسماعیل عبداللہ انصاری سے حاکم کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگے: حدیث کا امام اور خبیث رافضی تھا۔ لیکن میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ انصاف کو پسند فرماتا ہے ”حاکم رافضی نہیں فقط شیعہ تھا“۔ (میزان الاعتدال فی نقد الرجال، حرف المیم، ج 3، ص 582، رقم 8259، دار الفکر بیروت 1429ھ) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، المتوفی 852ھ نے بھی حاکم کے تذکرہ میں یہ بحث نقل کی ہے۔ (لسان المیزان، من اسمہ محمد، ج 5، ص 236، دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الاولى 1416ھ)

اہل تشیع کے نزدیک

امام حاکم کے بارے میں شیعوں کے خیالات بھی ملاحظہ فرمائیں۔
شیعہ مصنف عباس ثقفی، التوفیٰ 1320ھ نے امام حاکم پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

وهو من ابطال الشيعة وسدنة الشريعة وذكره ابن شهر اشوب في
معالم العلماء وصاحب الرياض في القسم الاول في عداد الامامية
على ما نقل عنهما۔ حاکم بہت بڑا شیعہ اور انکی شریعت کا ستون تھا، ابن شہر آشوب
نے معالم العلماء میں اور صاحب ریاض نے قسم اول میں جہاں شیعہ علما کی تعداد
بیان کی ہے وہاں حاکم کا ذکر کیا ہے۔ (الکنى واللقاب، الحاکم
، ج 2، ص 170، مكتبة الصدر طهران، الطبعة الرابعة) نیز
شیعہ حضرات امام حاکم کی تالیفات کا شمار بھی اپنی کتابوں میں کرتے ہیں۔ ملاحظہ
فرمائیں: (الذريعة الى تصانيف الشيعة، ج
2، رقم 1249، ص 177 پر حاکم کی کتاب امالی کا ذکر ہے۔ ج
3، رقم 1083 ص 161 پر تاریخ نیشاپور کے تذکرے میں لکھا ہے: تاریخ
نیشاپور، للحافظ الحاکم ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ النیشاپوری
المعروف بابن البيع المولود سنة 321 والمتوفى سنة 405، قد عد
الشيخ المحدث الحر العاملي في الفائدة الرابعة من خاتمة الوسائل

تاریخ نیسابور ہذا من الکتب المعتمدہ التي نقل عنه بالواسطة في عداد اصول القدماء وكتبهم وفي رديفها، وعد في الرياض مولفه من علماء الشيعة وحكى عنه ترجمة سيدنا في التكملة، ونسخة منه توجد في مكتبة السلطان محمد الفاتح في الآستانه كما في فهرسها، حكى في كشف الظنون عن السبكي انه سيد الكتب الموضوعة للبلاد ولم ير تاريخ اجل منه اوله (الحمد لله الذي اختار محمدا) ثم ذكر خصوصياته وذيله ومختصره. ج 16، ص 185 پر فضائل فاطمة الزهراء کی بابت لکھا ہے: فضائل فاطمة الزهراء، للحاکم النیسابوری ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ م 405، عدہ فی (الریاض) من علماء الشيعة، وترجمہ سيدنا فی (التكملة) ذکرہ (كشف الظنون) و مر بعنوان (فضائل الزهراء)۔ اسی طرح ج 18، رقم 3679، ص 5 پر مستدرک صحیح البخاری کا ذکر کیا ہے۔ (الذريعة الى تصانيف الشيعة، تصنيف محمد محسن نزيل سامراء الشهير بالشيخ آقا بزرك الطهراني، دار احياء التراث العربی بیروت، الطبعة الاولى 2009ء) امام حاکم کو اتنی فریخ دلی کے ساتھ شیعوں نے اپنا آدمی کیوں کہا؟ یہ علماء کرام ہی بتا سکتے ہیں ہم اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرتے۔

☆.....☆.....☆

حافظ ذہبی، ملا علی قاری

س: کیا امام ذہبی اور ملا علی قاری نے بھی حضرت علی کو مولود کعبہ لکھا ہے؟
ج: امام ذہبی رحمہ اللہ نے مستدرک کی تلخیص میں حاکم کے اسی قول کے نیچے حاکم ہی کی عبارت نقل کی ہے، اس کے علاوہ آپ کی رجال کی کتابوں میں یہ بات ہماری نظر سے نہیں گزری۔ آپ نے باون 52 جلدوں پر مشتمل کتاب ”تاریخ اسلام“ لکھی ہے، ہم نے کافی وقت صرف کر کے اس کی ورق گردانی کی مگر باوجود تلاش بسیار اس میں سوائے حضرت حکیم بن حزام کے کسی کا مولود کعبہ ہونا نہیں ملا، حالانکہ اس میں حضرت علی کا ذکر پاک حضرت حکیم بن حزام کی بنسبت بہت زیادہ ہے۔

اسی طرح آپ کی ایک کتاب ”سیر اعلام النبلاء“ اٹھارہ 18 جلدوں میں ہے، اس میں بھی حضرت حکیم بن حزام کے ذکر میں تو لکھا ہے کہ یہ ”مولود کعبہ“ ہیں لیکن سیدنا علی المرتضیٰ کے ذکر میں ایسی کوئی بات نہیں لکھی۔
پور تلخیص میں بھی آپ نے حاکم کا قول نقل کر کے سکوت فرمایا ہے تحقیق کر کے حکم نہیں لگایا۔

اسی طرح ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ”شرح شفا“ میں یہ عبارت لکھی ہے:
(وحکیم بن حزام) ولد فی الکعبۃ۔ ولا یعرف احد ولد فی الکعبۃ
غیرہ علی الاشہر ہو فی مستدرک الحاکم ان علی بن ابی طالب

كرم الله وجهه ولد ايضا في داخل الكعبة - (شرح الشفاء، الباب الثاني في تكميل الله تعالى له المحاسن.....، فصل ان قلت اكرمك الله تعالى.....، ج 1، ص 159، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الاولى 1421ھ)

اس عبارت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) حضرت حکیم بن حزامی ”مولود کعبہ“ ہیں، کوئی نہیں جانتا کہ ان کے علاوہ بھی کوئی ”مولود کعبہ“ ہو، اور یہی مشہور ترین ہے۔

(۲) حاکم کہتے ہیں کہ حضرت علی بھی کعبہ میں پیدا ہوئے۔

اب آپ ہی بتائیں کہ ایک طرف تمام اہلسنت ہیں اور دوسری طرف حاکم کی وہ بات جسے ان علمائے کمزور و ضعیف کہا ہے جن سے ملا علی قاری علیہ (رحمہ) بھی مستفید ہوتے ہیں۔ اس صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے، جمہور کی تائید یا حاکم کے ضعیف قول کی حمایت!

مسعودی

س: مورخ ابوالحسن علی بن حسین مسعودی، المتوفی 346ھ نے بھی لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔

وكان مولد في الكعبة - (مروج الذهب ومصادن الجواهر، ذکر خلافة امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، ج 2، ص 351، دار القلم بیروت
، الطبعة الاولى 1408ھ)

ج: مسعودی نے یہ بات بغیر سند اور حوالے کے لکھی ہے اور مسعودی
کا بغیر ماخذ بیان کیے نقل کر دینا کافی نہیں اس نے تو بہت ساری ناقابل تسلیم باتیں بھی
نقل کی ہیں بلکہ امام ابو بکر محمد بن عبد اللہ العافری (لاندسی) (ابن
العربی) المتوفی 543ھ تو یہاں تک فرماتے ہیں:

اس بدعتی وحیلہ ساز کی باتوں سے الحاد کی بڑھتی ہے۔ واما المبتدع المحتال
فالمسعودی، فانه ياتي منه متاخمة الاحاد فيما روى من
ذلك، واما البلاغة فلا شك فيه۔ (المواصم من القواصم في
تحقيق مواقف الصحابة بعد وفاة النبي صلى الله عليه
وسلم، ص 167، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة
الرابعة 1428ھ)

مسعودی شیعہ

نیز علمائے اہل شیعہ بھی کہا ہے۔ چنانچہ: حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ”تحفۃ اثنا عشریہ“ میں شیعوں کے مکروفریب بیان
کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یہ لوگ کسی شخص کے بارے میں یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ بڑا
متعصب سنی تھا، بلکہ پکنا صبی تھا، پھر اس کی ایک بات جو کہ اہلسنت کے خلاف اور
مذہب شیعہ کے موافق ہو پھیلاتے ہیں، تاکہ لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہو جائیں کہ اتنا

متعصب سنی جب اس بات کو صحیح کہہ رہا ہے تو لازماً صحیح ہوگی۔ جیسا کہ ”غالی رافضی“ ہشام کلینی اور ”مروج الذهب کا مصنف مسعودی“ اور ان جیسے لوگوں کو یہ حضرات اہلسنت میں شمار کرتے ہیں اور ان کے مقولات و منقولات اہلسنت پر الزام پیش کرتے ہیں۔ وہ ہشام کلینی مفسر کہ رافضی غالی است و مسعودی صاحب مروج الذهب و ابوالفرج اصفہانی صاحب کتاب الاغانی و علی هذا القیاس۔ (تحفہ اثنا عشریہ، کید بیست و سیوم (23)، ص 90، 91، ملخصاً، مکتبہ الحقیقہ ترکی، 1408ھ) حضرت محدث کی اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ:

مسعودی ”غالی رافضی“ تھا۔

شیعوں کا تبصرہ

اور اس بات کی ناخیر انھیوں نے بھی کی ہے۔ چنانچہ ان کا رجال کا عالم، امامانی لکھتا ہے: انه امامی ثقة وهو الحق الحقیق بالاتباع۔ مسعودی یقیناً ثقہ امامی (شیعہ) تھا، یہی پیروی کے لائق حق بات ہے۔ (تنقیح المقال فی علم الرجال، من ابواب العین، ج 2، ص 282، المرتضویہ نجف الاشرف، 1352ھ) اسی طرح ہاشم خراسانی کی کتاب منتخب التواریخ کے مقدمہ میں میرزا ابوالحسن شعرانی نے لکھا ہے کہ مسعودی مردے شیعہ و امامی بود۔ مسعودی امامی شیعہ ہے۔ (منتخب التواریخ در وقائع مهمہ متعلقہ..... الخ، ص 1)

، کتاب فروشی..... تھران، چاپ سوم 1347ھ) محسن الامین
شیعہ نے لکھا ہے: شیخ طوسی اور نجاشی وغیرہ نے مسعودی کے شیعہ ہونے پر نص وارد کی
ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ

پھر ایک غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: علامہ تاج الدین سبکی نے جو اس
کا ذکر طبقات شافعیہ میں کیا ہے یہ ان کا وہم ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسے
انہوں نے ابو جعفر محمد بن حسن طوسی کا ذکر طبقات شافعیہ میں کر دیا؛ حالاں کہ طوسی
شیعوں کا ”شیخ الطوائفہ“ ہے۔ (اعیان
الشیعہ، مولفہ الشیعة فی الفرق والدیانات،
ج 1، ص 157، دارالتعارف للمطبوعات بیروت 1403ھ)

کتب شیعہ

اسی طرح الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ایک طہرانی شیعہ کی تصنیف ہے جس
میں اس نے مذہب شیعہ کی کتب کا تذکرہ کیا ہے، اس میں مسعودی کی کتابیں بھی
شامل ہیں۔ مثلاً: (۱) اثبات الوصیة لعلی بن ابی طالب (۲) تنبیہ
الاشراف (۳) الصفوة (۴) مروج الذهب (۵) المقالات فی اصول
الدیانات۔ (۱) ج 1، ص 78، رقم 536، (۲) ج 4، ص 320، رقم
1957، (۳، ۴) ج 15، ص 36، رقم 313، (۵) ج 21، ص

252، رقم 5625، دار احیاء التراث العربی بیروت
، الطبعة الاولى 2009ء)
ایسے مجروح شخص کی ایسی رائے جو کہ محدثین و علماء اہلسنت کے خلاف ہے کسی
طرح بھی لائق التفات نہیں۔

نزہۃ المجالس

س: نزہۃ المجالس میں لکھا ہے کہ حضرت علی مولود کعبہ ہیں۔ اس بارے میں
آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: نزہۃ المجالس میں شیخ عبدالرحمان بن عبدالسلام الحنفوری، التوفی
900ھ نے فصول المهمہ فی معرفة الائمة کے حوالے سے یہ روایت نقل کی
ہے۔ لکھتے ہیں:

ورایت فی الفصول المهمة فی معرفة الائمة بمكة المشرفة
شرفها الله تعالى لابی الحسن المالکی، ان علیا وللقه امه بجوف
الكعبة شرفها الله تعالى وهي فضيلة خصه الله تعالى بها وذلك ان
فاطمة بنت اسد رضى الله عنها اصابها شدة الطلق فادخلها ابو طالب
الى الكعبة۔ ابوالحسن مالکی (ابن صباغ) نے اپنی تصنیف ”الفصول المهمة فی
معرفة الائمة“ میں لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکم مادر سے
جوف کعبہ میں متولد ہوئے اور اس فضیلت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہی خاص
فرمایا۔ تفصیل قدرے یوں ہے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بغرض طواف بیت اللہ شریف آئیں، وہیں دروزہ کا آغاز ہوا، ابو طالب نے انہیں کعبہ میں داخل ہونے کا اشارہ کیا، آپ جب اندر چلی گئیں تو وہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ (نزهة المجالس ومنتخب النفائس، باب مناقب امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ج 2، ص 553، دار الجیل بیروت، الطبعة الاولى 1408ھ۔ زینت المحافل ترجمہ نزهة المجالس، ج 2، ص 608، شبیر برادرز لاہور اشاعت اول 1419ھ) اس روایت کا ماخذ فصول المهمہ ہے اور یہ کتاب ایسی نہیں کہ اس کی ہر بات آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لی جائے۔ اس کی تو ابتداء ہی ایسے کلمات سے ہوتی ہے جو رافضیوں کے ایک ”مخصوص عقیدے کے غماز“ ہیں۔ اسی بنا پر کتاب کے مصنف کو رافضیت کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ (كشف الظنون عن اسامي الكتب والفنون، باب الفاء، ج 2، ص 509، رقم 9491، دار الكتب العلمية بیروت، الطبعة الاولى 1429ھ)

خلاف حقیقت بات

پورا اگر بالفرض کتاب ہذا کا مصنف رافضی نہ بھی ہو پھر بھی واقعہ مذکورہ خلاف حقیقت ہے۔ اس میں جو یہ لکھا ہے (وہی فضيلة خصه الله تعالى) یعنی مولود کعبہ ہونا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاصہ ہے، یہ بات غلط ہے، کیونکہ سابقہ

اور اہل بیت میں ہم حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولود کعبہ ہونے پر کثیر علماء و محدثین کی عبارات نقل کر چکے ہیں اور بقول شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کا مولود کعبہ ہونا تو اریح صحیحہ سے ثابت ہے ”درستوار یح صحیحہ ثابت است۔“ (تحفہ اثنا عشریہ، ص 164) تو جب حضرت حکیم بن حزام مولود کعبہ ہیں تو پھر یہ حضرت علی پاک کا خاصہ کیسے ہوا؟

دوسری بات (فادخلہا ابو طالب) یعنی بوقت ولادت سیدنا علی المرتضیٰ کی والدہ کو ابو طالب نے کعبہ میں داخل کیا۔ یہ بھی محل غور ہے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے وقت ابو طالب موجود ہی نہیں تھے۔ جیسا کہ آپ کے رجز

انا الذی سمتنی امی حمیلہ کلیث غابات کریمہ المنظرہ

کی شرح میں امام نووی، حافظ ابن عساکر، علامہ سیوطی، علامہ ابن منظور، علامہ صالحی شامی اور علامہ طحطاوی نے لکھا ہے۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ج 12، ص 185، رقم 1806، دار احیاء التراث العربی بیروت ☆ تاریخ دمشق الكبير، ج 45، ص 13، رقم 5029، دار احیاء التراث العربی بیروت، الطبعة الاولى 1421ھ ☆ الروض الانف فی شرح سیرۃ النبویہ لابن ہشام، ذکر المسیر الی خیبر فی المحرم سنة سبع، ج 7، ص 107، دار احیاء التراث العربی بیروت، الطبعة الاولى 1421ھ

☆ مختصر تاریخ دمشق، علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 17، ص 301، دارالفکر دمشق، الطبعة الاولى 1402ھ ☆ سبل الہدی والرشاد فی سیرة خیر العباد..... شرح غریب ذکر قتل علی رضی اللہ عنہ..... ج 5، ص 163، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الاولى 1421ھ ☆ نهاية الايجاز فی سیرة ساکن الحجاز، الفصل السابع فی ظواهر السنة السابقة ما فیہا من الفروقات، ص 327، 328، دارالذخائر القاہرہ، الطبعة الاولى 1419ھ)

اور جب وہ موجودی نہیں تو پھر داخل کرنے کا کیا معنی؟

اس کے علاوہ شارح بخاری امام شمس الدین محمد بن عمر بن احمد السفیری الشافعی، التوتنی 956ھ نے فصول المہمہ کی اس عبارت کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ علما کے نزدیک ضعیف ہے، مولود کعبہ صرف حضرت حکیم بن حزام ہیں، ان کے علاوہ کوئی مولود کعبہ نہیں۔ لکھتے ہیں:

وما نقله فی الفصول المهمة من ان سیدنا علی بن ابی طالب ولدته امة فی جوف الکعبة، فهو ضعیف عند العلماء کما نقله النووی ولم یولد فی جوف الکعبة سوی حکیم بن حزام دخلت امة الکعبة وهي حامل، فضر بها المخاض، فاتیبت بنطع فولدتہ فی الکعبة ولا یعرف

ذلك لغيره - (المجالس الوعظية في شرح احاديث
خير البرية صلى الله عليه وسلم من صحيح الامام
البخاري، المجلس الرابع والثلاثون، ج 2، ص
161، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الاولى 1425ھ)

☆☆☆

نور الابصار

س: کیا نور الابصار میں بھی لکھا ہے کہ حضرت علی کی ولادت کعبہ میں ہوئی؟
ج: اس میں بھی فصول المہمہ کے مصنف ابن صباغی کے حوالے سے
لکھا ہے۔

قاله ابن الصباغ - (نور الابصار في مناقب آل بيت
المختار، الباب الاول، فصل في ذكر مناقب سيدنا
علي بن ابي طالب، ص 183، دار المصرفة بيروت
، الطبعة الاولى 1426ھ)

شاہ عبدالعزیز، شیخ عبدالحق

س: کیا شاہ عبدالعزیز نور شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہما نے بھی آپ کو
مولود کعبہ لکھا ہے؟

ج: قبلہ شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کو بر بنائے شہرت نقل

کیا ہے، جیسا کہ خود فرماتے ہیں: وروایت مشہور جنہیں است (تحفہ اثنا عشریہ، ص 163) صحیح اور تحقیقی قرار نہیں دیا۔ البتہ اسی مقام پر حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ”ان کا مولود کعبہ ہونا تو اریح صحیح سے ثابت ہے۔“ ”در تواریخ صحیحہ ثابت است۔“ ص 164) تو اگر مولیٰ علی پاک و الی روایت بھی درجہ صحت پر فائز ہوتی تو آپ اسے بھی صحیح کہتے۔

پور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو لکھا ہے وہ بھی صحت پر دلالت نہیں کرتا۔

قیل، روی

جیسا کہ اہل علم جانتے ہیں کہ عربی میں ”قیل، روی“ اور فارسی میں ”گفتہ اند“ وغیرہ الفاظ سے شروع ہونے والی روایت صحیح نہیں ہوتی۔ اور حضرت شیخ نے بھی اسے گفتہ اند سے ہی نقل کیا ہے، لکھتے ہیں: گفتہ اند کہ بود ولادت وی در جوف کعبہ۔ اس کا معنی ہے ”کہتے ہیں کہ حضرت علی کعبہ میں پیدا ہوئے۔“ (مدارج النبوت، باب ہفتم، در ذکر کتاب آن حضرت ﷺ، علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 2، ص 531، سطر 1، نوریہ رضویہ لاہور، طباعت دوم 1997ء)

اب ”گفتہ اند“ سے کوئی کیا سمجھے کہ کہنے والے کون ہیں؟ کہاں ہیں؟ اور کیسے

ہیں؟

س: اگر یہ صحیح نہیں تو شیخ محقق نے نقل کیوں کی؟

ج: یہ کہنا کہ اگر یہ بات صحیح نہیں تھی تو نقل کیوں کی، درست نہیں۔ کیونکہ خود حضرت شیخ رحمہ (لہ) نے اسی مدارج النبوة میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ: ہم پر بجز نقل روایت، کچھ لازم نہیں، ”بقیہ ذمہ داری ربوی کی ہے۔“ (یعنی ہمارا کام تو صرف روایت کو نقل کرنا ہے، وہ صحیح ہے یا نہیں، یہ روایت کرنے والے کی ذمہ داری ہے۔) (مدارج النبوة، رفع شبہات متعلقہ قضیہ افک، ج 2، ص 166، نوریہ رضویہ لاہور، طباعت دوم، 1997ء) اور جب خود حضرت شیخ فدی مرہر بات کی صحت کی ذمہ داری قبول نہیں فرما رہے تو پھر کسی دوسرے کے اعتراض کی کیا حیثیت ہے!

بعض کا خیال

س: سفینۃ الاولیا اور شواہد النبوت میں بھی حضرت علی کا ”مولد“ کعبہ

لکھا ہے!

ج: ان دونوں کتابوں میں اسے ”بعض“ کے حوالے سے لکھا ہے کسی معتبر حوالے

سے نہیں لکھا۔

چنانچہ: سفینۃ الاولیا میں ہے: وبعضے گفتہ اند کہ ولادت ایشان در خانہ کعبہ بودہ۔ بعض کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ (سفینۃ الاولیا، ذکر حضرت امیر المومنین علی

مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، ص 22، درمطبع نامی منشی
نول کشور☆ مترجم ص، 35، نفیس اکیڈمی
کراچی، طبع ہفتم 1986ء) ای طرح شواہد
النبوة میں لکھا ہے تو بعض نے گفتہ انہو ولادت وہ درخانہ کعبہ بودہ
است۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ کی ولادت خانہ کعبہ
میں ہوئی۔ (شواہد النبوة لتقویۃ یقین اہل الفتوة، رکن
سادس در بیان شواہد و دلائل، ذکر امیر المومنین
علی ابی طالب، ص 160، سطر 14، 15، درمطبع نامی
منشی نول کشور☆ مترجم ص 280، مکتبہ نبویہ
لاہور، بار چہارم 1997ء) وہ بعض کون ہیں؟ کوئی بتائیں!

ازالۃ الخفا

س: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی ”ازالۃ الخفا“ میں حضرت علی

کو ”مولود کعبہ“ لکھا ہے! نکلتے ہیں:

واز مناقب وی رضی اللہ عنہ کہ درحین ولادت او ظاہر شدیکی آن
است کہ در جوف کعبہ معظمہ تولد یافت، قال الحاکم فی ترجمۃ
حکیم بن حزام وقول مصعب فیہ لم یولد قبلہ ولا بعدہ فی الکعبۃ احد
مانصہ وہم مصعب فی الحرف الاخیر فقد تواترت الاخبار ان فاطمۃ
بنت اسد ولدت امیر المومنین علیاً فی جوف الکعبۃ۔ یعنی حضرت علی المرتضیٰ

کے ان مناقب میں سے جو بوقت ولادت ظاہر ہوئے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ حاکم نے حکیم بن حزام کے ترجمہ میں کہا: امام مصعب نے جو کہا ہے کہ حضرت حکیم بن حزام سے پہلے اور بعد کوئی بھی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا، یہ وہم ہے۔ بیشک حضرت علی کے مولود کعبہ ہونے پر متواتر خبریں ہیں۔ (ازالة الخلفاء عن خلافة الخلفاء، اما ما اثر امير المؤمنين وامام اشجعین اسد اللہ القالب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 4، ص 406، کراچی)

ج: شاہ صاحب نے یہ بات مستدرک کے حوالے سے لکھی ہے اور مستدرک پر کلام ہو چکا ہے یہاں انادہ کی حاجت نہیں۔ ہاں اگر شاہ صاحب تواتر کے کچھ دلائل نقل فرماتے یا کسی اور حوالے سے لکھتے تو الگ بات تھی۔

دیوان سالک

س: مفسر قرآن حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس شعر۔

بنا اس واسطے اللہ کا گھر جائے پیدائش..... کہ وہ اسلام کا کعبہ ہے یہ ایمان کا کعبہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مولیٰ مرتضیٰ کی جائے پیدائش کعبہ معظمہ ہے۔

ج: قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اس سے رجوع بھی ثابت ہے کیونکہ

یہ شعر 1357ھ کی تصنیف ”محامد پیغمبری (دیوان سالک)“ میں ہے، جبکہ اس سے تقریباً بتیس (32) سال بعد کی تصنیف ”سفر نامے“ میں لکھا ہے کہ آج صبح سیٹھ احمد صاحب بیرسٹر کے ساتھ اندرون مکہ معظمہ کی زیارت نصیب ہوئیں جن میں

جائے ولادت حضور اکرم ﷺ جو بَاب الصفا سے کچھ فاصلہ پر ہے یہاں اب لاہوری بنی ہوئی ہے۔ ”جائے ولادت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ اب یہاں ایک معلم کی دوکان ہے، یہ تمام مقامات حرم شریف سے قریب ہی ہیں۔ (سفر نامے، ص 253، نصیمی کتب خانہ لاہور، سال اشاعت 2006ء) تو اگر مولیٰ مرتضیٰ کریم کی جائے پیدائش اللہ کا گھر تھا تو پھر حرم شریف کے قریب جائے ولادت حضرت علی کا کیا مطلب؟؟

شرف ملت

س: علامہ عبدالحکیم شرف قادری نے بھی بدائع منظوم کی شرح میں لکھا ہے کہ حضرت علی بیت اللہ شریف میں پیدا ہوئے۔ (شرح بدائع منظوم، ص 5، مکتبہ قادریہ لاہور)

ج: شرف ملت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ (اللہ تعالیٰ رحمۃً علیہ) نے اس روایت کی سند لکھی ہے اور نہ ہی ماخذ بیان کیا ہے، اور حضرت کے ہی بیان کردہ قاعدہ کے مطابق بغیر سند و معتبر ماخذ روایت ناقابل تسلیم ہوتی ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی کی طرف منسوبہ روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علامہ ابن حجر کی دسویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں۔ لازمی امر ہے کہ انہوں نے مذکورہ بالا احادیث صحابہ کرام سے نہیں سنیں، لہذا (ان کی) وہ سند معلوم ہونی چاہیے جس کی بنا پر احادیث روایت کی گئی ہیں، خواہ وہ سند ضعیف ہی کیوں نہ ہو، یا ان روایات کا کوئی مستند ماخذ ملنا چاہیے حضرت عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں: اسناد دین

سے ہیں، اگر سند نہ ہوتی تو جس کے دل میں جو آتا کہہ دیتا (مسلم شریف، ج 1، ص 12) (مقالات سیرت طیبہ، محافل میلاد اور غیر مستند روایات، ص 61، مکتبہ قادریہ لاہور، اشاعت سوم 1426ھ) اس عبارت کے پیش نظر یہ کہنا بجا ہے کہ حضرت شرف پندرہویں صدی میں ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش، ہجرت نبوی سے تیس 23 یا پچیس 25 سال پہلے ہوئی، لازمی امر ہے کہ یہ بات انہوں نے کسی صحابی یا تابعی سے نہیں سنی، لہذا اس کی سند معلوم ہونی چاہیے یا مستند ماخذ؛ ورنہ یہ روایت ہرگز قابل قبول نہیں۔

☆.....☆.....☆

آخری گزارش!

تارین! الحمد للہ ہم نے قابل ذکر کتب پر کلام کر دیا، یہ روایت آپ کو جہاں بھی ملے گی بغیر سند و معتبر ماخذ ہی ملے گی اور اگر کسی نے حوالہ دیا بھی ہوگا تو انہیں کتب کا یا پھر افضیوں کی کتابوں کا؛ کیوں کہ اس روایت کے یہی ”مستند“ ماخذ ہیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی صاحب آپ کے سامنے بیان کرے کہ حضرت علی کعبہ میں پیدا ہوئے، تو آپ کو حق حاصل ہے کہ اسے کہیں:

”هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ (اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔)

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ۔“ (نا کہ جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ دلیل سے زندہ رہے۔)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سنی مسلمان کو حضرت علی المرتضیٰ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی افراط سے پاک، دوائی محبت نصیب فرمائے اور ہماری اس کاوش کو قبولیت سے نواز کر مقبول عام کرے۔ آمین ثم آمین!

مرتضیٰ شریح الشیخ ☆ ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصل نسل صفا وجہ وصل خدا ☆ باب فضل ولایت پہ لاکھوں سلام
اولیٰ دافع رفس و خروج ☆ چاری رکن ملت پہ لاکھوں سلام
شیر شیر زن شاہ خیر شکن ☆ پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام
ما حی رفس و تفصیل و نصب و خروج ☆ حامی دین و سنت پہ لاکھوں سلام

ماخذ و مراجع

نمبر شمار	کتاب
1	جامع ترمذی
2	صحیح مسلم
3	سنن ابن ماجہ
4	مسند حمیدی
5	مسند احمد
6	مسند ابویعلیٰ
7	فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل
8	النه لابن ابی ناصم
9	النه لابن بکر بن خلال
10	اعتدال القلوب
11	تحفہ اشاعرہ
12	النه لعبد اللہ بن احمد بن حنبل
13	المؤتلف والمختلف للدارقطني
14	الاعتقاد والحدیث الی سبیل الرشاد

15	الکفایہ فی علم الروایہ
16	الاستیعاب
17	مختصر تاریخ دمشق
18	الریاض المضرہ
19	الصواعق المحرقة
20	فتاویٰ رضویہ
21	مطلع القمرین
22	مسند عمر رضی اللہ عنہ
23	دیوان حماسہ
24	المحبر
25	اخبار مکہ
26	جمہورہ نسب قریش
27	انساب الاشراف
28	تاریخ الصحابہ
29	غریب الحدیث
30	ثمر القلوب
31	معرفۃ الصحابہ
32	الانساب

تاریخ دمشق	33
جامع الاصول	34
اسد الغابہ	35
مقدمہ ابن الصلاح	36
تہذیب الکمال	37
تاریخ اسلام	38
سیر اعلام النبلا	39
الوفائی بالوفیات	40
البدایہ و النہایہ	41
الوفیات	42
الاصابہ	43
تذریب الروی	44
خلاصۃ صہیب	45
تاریخ التواریخ	46
تہذیب الاسماء واللغات	47
نسیم الریاض	48
سیرت حلبیہ	49
تاریخ التمیمس	50

تاریخ الحرمین	51
الوسیط فی علوم و مصطلح الحدیث	52
مسائل حج و عمرہ	53
سیرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	54
صحابہ کی تابناک زندگیاں	55
شرح نہج البلاغہ	56
تاریخ خلیفہ بن خیاط	57
المعقد المقرید	58
المعالم الاثیریہ	59
حج اور عمرہ	60
معلم الحجاج	61
رحلة ابن جابر	62
تاج الفرق	63
المواعظ والاعتبار	64
نحر الذهب	65
مرآة الحرمین	66
شفاء الغرام	67
تاریخ مکتہ المشرقة	68

بہار شریعت	69
تاریخ نجد و حجاز	70
خلاصہ الکلام	71
مستدرک	72
شبہات وردود	73
فتح المغیث	74
القرب والیسیر	75
الباعث الحثیث	76
الخذ الفیاح	77
المقنع فی علوم الحدیث	78
توضیح الافکار	79
التقید والایضاح	80
شرح صحیح مسلم	81
میزان الاعتدال	82
لسان المیزان	83
الکئی والاعقاب	84
الذریعہ الی تصانیف الشیخ	85
مروج الذهب	86

منتخب المقال	87
منتخب التواريخ	88
اعيان الشيعة	89
تفخيص مستدرک	90
شرح شفا	91
نزحة المجالس	92
كشف المظنون	93
المحتاج	94
الروض الاصف	95
سبل الهدى والرشاد	96
نهایة الایجاز	97
المجالس الواعظیة	98
نور الابصار	99
مدارج النبوت	100
سفینه الاولیا	101
شواهد النبوت	102
ازالة الشک	103
دیوان سالک	104

سفر نامے	105
شرح بدائع منظوم	106
مقالات سیرت طیبہ	107

☆ یہ فہرست حوالہ جات کی ترتیب کے مطابق مرتب کی گئی ہے یعنی جس کتاب کا پہلے حوالہ دیا ہے اس کا نام پہلے اور جس کا بعد میں دیا ہے اس کا نام بھی بعد میں لکھا ہے۔ مثلاً: کتاب میں سب سے پہلے ترمذی شریف کا حوالہ دیا ہے پھر مسلم شریف کا پھر ابن ماجہ شریف کا اور آخر میں مقالات سیرت طیبہ کا، اور فہرست میں بھی یہی ترتیب ہے۔ ☆ حوالوں کے بار بار آنے کی وجہ سے کتاب کا نام دوبارہ نہیں لکھا۔

☆ یہاں صرف کتاب کے نام پر ہی اکتفا کیا ہے مصنف، مطبع اور سن طباعت وغیرہ کی معلومات کے لیے متن کی طرف رجوع فرمائیں!